عراقی قیدیوں پر ٹارچر کی خفیہ رپورٹ

محترم حافظ زاہد محمود

ابوغریب جیل میں عراقی قیدیوں پر ہونے والے مظالم کی صدائے دلسوز دنیا کے ہر ہر کونے میں سنی گئی، یہ بھی سنا گیا تھا کہ ان مظالم کے مرتکب فوجیوں کو امریکی حکومت نے سخت سزا دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ وہ سزا کیا تھی، جو بعد از تفتیش امریکی فوجیوں کو دی گئی؟ سزا یہ تھی کہ ابوغریب جیل کی انچارج خاتون فوجی افسر جینس کارپنسکی کو برطرف کردیا گیا اور دوسرے فوجی افسر کو ایک سال کی سزائے قید سنادی گئی، بس...... انصاف کا تقاضا پورا ہوگیا۔ اس کے بعد یہ معاملہ عالمی میڈیا سے گدھے کے سینگ کی طرح غائب ہوگیا۔ کچھ پتہ نہ چلا کہ ان مظالم کے پس پردہ حقائق کیا تھے؟ کیا یہ نچلے درجے کے چھوٹے فوجیوں کی اپنی کارستانی تھی یا ان کو بش اور پینٹاگون کی طرف سے باقاعدہ آرڈر موصول ہوا تھا؟ کچھ عرصہ کے لیے یہ مسئلہ رفع دفع ہوگیا، مگر پھر اچانک ہی امریکی سینیٹ کی آرمڈ سروسز کمیٹی نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اس بارے میں مکمل طور پر تحقیق وتفتیش شروع کردی۔ اس دوران ایسے ایسے سنگین مظالم کی داستانیں سامنے آنا شروع ہوئیں کہ انہیں سن کر خود کمیٹی ارکان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اس بارے میں واشنگٹن پوسٹ نے لکھا تھا کہ ”عراقی قیدیوں کو اذیت دینے کے لیے ایسے ایسے حربے اختیار کیے گئے کہ اس سے پہلے ان کا تصور بھی نہیں کیا گیا ہوگا۔ تفتیش کے بعد ان مظالم کی داستان اتنی طویل تھی کہ آرمڈ سروسز کمیٹی نے جب رپورٹ مرتب کی تو اس کا حجم ۶ ہزار صفحات پر مشتمل تھا، جس کے ساتھ ہزاروں تصاویر، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز بھی شامل تھیں، مگر امریکی حکومت نے اپنا پورا اثر ورسوخ استعمال کرکے اس رپورٹ کو منظر عام پر نہیں آنے دیا، لیکن امریکی حکومت کی بدقسمتی کہیے کہ آرمڈ سروسز کمیٹی کے ایک ممبر کے توسط سے اس رپورٹ کی ایک کاپی مصر اخبار ”اسبوع“ کے چیف ایڈیٹر کے ہاتھ لگ گئی، جنھوں نے اس رپورٹ کو مختصر طور پر ۷ امئی ۲۰۰۴ء کو مضمون کی شکل میں شائع کردیا۔ اسی مضمون کا اردو ترجمہ ہفت روزہ زندگی لاہور نے بھی حالیہ اشاعت میں شائع کیا ہے۔ اصل رپورٹ کافی طویل اور انتہائی سنسنی خیز انکشافات پر مبنی ہے، جس کی طوالت وضخامت کا یہ صفحہ قطعاً متحمل نہیں ہوسکتا، لہٰذا آپ کو امریکیوں کی اخلاقیات ونفسیات سے متعارف کرانے کے لیے اس رپورٹ کا ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے، جس میں آرمڈ سروسز

کمیٹی کے ممبرز اور دو اعلیٰ امریکی فوجی حکام کے مابین تفتیشی گفتگو کی روداد قلم بند کی گئی ہے۔ ان فوجی حکام میں سے ایک پینٹاگون کے انٹیلی جنس سربراہ جنرل رونالڈ یورگس ہیں اور دوسرے بری افواج کے قانونی سربراہ جنرل ٹامس رویگ ہیں۔ واضح رہے کہ شروع میں ان کم عمر بے گناہ بچوں سے متعلق بات چیت ہو رہی ہے جو امریکی فوج کے تشدد کا نشانہ بنے، اب آپ ان کی گفتگو ملاحظہ کیجیے:

☆ کمیٹی: کیا تم نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ یہ تمام بچے اور لڑکے دہشت گرد افراد کے رشتہ دار و اقربا ہیں؟ ۞ ٹامس رویگ: ہاں! ہمارے پاس ثبوت کے طور پر خفیہ رپورٹیں موجود ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے وزیر دفاع کے انٹیلی جنس مشیر جنرل اسٹیفن کسبن کو بھی اس معاملے کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔☆ کمیٹی: اس بارے میں جنرل کسبن کا ردعمل کیا تھا؟ ۞ یورگس: ہمیں جنرل کسبن کی طرف سے ۱۸ امریکی فوج کے آفیسروں کی رہائی کی خاطر ٹارچر کو جاری رکھنے کا حکم ملا۔☆ کمیٹی حکم کی تفصیلات کیا ہیں؟ ۞ یورگس: بچوں پر اس وقت تک ٹارچر کیا جائے جب تک ان کے دہشت گرد رشتہ دار اپنے آپ کو ہمارے حوالے نہیں کر دیتے۔ ☆ کمیٹی: ان بچوں کی تعداد کتنی ہے؟ ۞ یورگس: ۶۰ سے زائد بچے ہیں۔☆ کمیٹی: ان پر ٹارچر کس طرح کیا جاتا تھا؟ ۞ یورگس: شروع میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے بچوں کو گرفتار نہیں کیا تھا، بلکہ ہم نے دہشت گردوں کی صرف بیویوں اور بیٹیوں کو گرفتار کیا تھا جنھوں نے اپنے بچوں کو اپنے ساتھ رکھنے پر اصرار کیا، جس کی وجہ سے انھیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔

☆ کمیٹی: تو پھر تمھیں کس چیز نے بچوں کے ٹارچر پر مجبور کیا؟ ۞ یورگس: ظاہر ہے کہ دہشت گرد افراد نے امریکی فوج سے اتنی تعداد میں افراد اغوا کر لیے ہیں کہ وہ کافی حد تک امریکا کے لیے پریشانی کا باعث بن گئے۔ اس لیے ضروری تھا کہ ہمارے بس میں جو کچھ ہے وہ کر گزریں تاکہ ان لوگوں کو امریکی فوج کے آفیسرز کو رہا کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ جنرل کسبن نے یہ احکامات جاری کیے کہ دہشت گردوں کو اپنے بلوں سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لیے تم جو کچھ کر سکتے ہو کرو۔☆ کمیٹی: عورتوں کے ساتھ تم کیا کرتے تھے؟ ۞ یورگس: عراقی عورتیں پوچھ گچھ میں ہمارے ساتھ بالکل تعاون نہیں کرتی تھیں اور وہ غیر معمولی سکون واطمینان میں ہونے کے ساتھ پختہ حوصلہ اور ٹھنڈے جذبات واعصاب کی حامل تھیں۔ ہم چاہتے تھے کہ انھیں ڈرا کر اشتعال انگیز کیا جائے تاکہ وہ ہمیں تمام قسم کی معلومات فراہم کریں۔ ہمیں حکم ملا کہ ان کے ساتھ بالجبر زیادتی کرو، اس کے بعد یہ عورتیں تمھیں کافی بڑی مقدار میں معلومات فراہم کرنے پر خود بخود تیار ہو جائیں گی۔☆ کمیٹی: یہ حکم کس نے جاری کیا؟ ۞ یورگس: مجھ تک یہ حکم

جنرل کسبن نے پہنچایا تھا اور اس نے کہا تھا کہ یہ حکم اوپر سے آیا ہے اور اس حکم پر تعمیل کرنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ ☆ کمیٹی: زیادتیاں کس طرح کی جاتی تھیں؟ ۞ یورگس: زیادتیاں کم از کم دو افسروں اور کئی امریکی فوجیوں کی موجودگی میں کی جاتی تھیں۔ ☆ کمیٹی: کیا تم نے اس عمل کو جائز سمجھا؟ ۞ رویگ: اغوا شدہ افراد کا ٹھکانہ جاننے کے لیے چند عراقی عورتوں سے زیادتی کرنا میرے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ یہ عمل جنگی کارروائیوں کے درمیان جائز ہوتا ہے۔

☆ کمیٹی: کیا اس کے علاوہ تمھارے پاس کوئی اور حل موجود نہ تھا؟ ۞ رویگ: اس سوال کا جواب جنرل یورگس مجھ سے اچھا دے سکتے ہیں۔ ☆ کمیٹی: ہاں جنرل یورگس تم بتاؤ؟ ۞ یورگس: ہم نے دیگر طریقے بھی استعمال کیے تھے جن میں عورتوں کو مارنا، پانی میں سونے پر مجبور کرنا، بعض عورتوں کو سونے نہ دینا اور انھیں چوبیس گھنٹے تک کھڑے ہونے پر مجبور کرنا وغیرہ۔ ہم نے بعض عورتوں کے بال وغیرہ بھی کاٹے مگر انھوں نے ہمیں کبھی بھی کچھ نہیں بتایا۔ اس وجہ سے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم ان کے ساتھ زیادتی والے طریقے کو استعمال کریں۔ ☆ کمیٹی: کیا ان احکامات کو نافذ کرنے میں فوجی افراد بھی تمھاری مدد کرتے تھے؟ ۞ یورگس: فوجیوں میں سے اکثریت نے اس طریقہ کو استعمال کرنے میں ہماری مدد کی۔ ☆ کمیٹی: بچوں پر تشدد کرنے والے احکامات کو براہِ راست نافذ کرنے کی ذمہ داری کس کے سپرد کی گئی تھی؟ ۞ رویگ: احکامات ابوغریب جیل کی انچارج بریگیڈیئر جنرل جینس کارپنسکی کی طرف بھیجے گئے تھے۔ ☆ کمیٹی: کارپنسکی نے بچوں کے خلاف ہونے والے اقدامات کے بارے میں تمھیں آگاہ کیا تھا؟ ۞ یورگس: بعض اقدامات کے بارے میں جنگی رپورٹوں میں بتایا گیا۔ جنرل کارپنسکی ان رپورٹوں کے حوالے سے مکمل طور پر آگاہ تھی۔ ☆ کمیٹی: رپورٹوں میں کیا کہا گیا؟ ۞ یورگس: رپورٹ میں بچوں کے جسم کے حصوں کو کاٹنے، تیز دھار آلات ان کے سروں پر مارنے اور کبھی کبھی ان کے جسم کے بعض اعضاء کو آگ سے جلانے کے بارے میں بتایا گیا۔

☆ کمیٹی: تم لوگ یہ کرنے پر مجبور کیوں ہوئے جب کہ یہ بچے ہیں اور انھیں کچھ معلوم نہیں؟ ۞ یورگس: میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں، لیکن یہ سب کچھ ہم ان کی بہنوں اور ماؤں کے سامنے کرتے تھے تاکہ انہیں معلومات فراہم کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ چوں کہ صورتحال کافی پیچیدہ تھی اس لیے اس وقت ہم کچھ بھی کر گزرجانے کو بالکل تیار تھے۔ لیکن ابوغریب جیل کی انچارج کارپنسکی نے احکامات سے تجاوز کیا جس کی وجہ سے درجنوں بچے مر گئے۔ ☆ کمیٹی: کیا تم نے مرنے والے بچوں کو ان کے اقرباء کے حوالے کیا؟ ۞ یورگس: ہم نے یہ کام نہیں کیا بلکہ ہم نے

خود ہی انھیں صحرا میں دفن کر دیا۔ ہم چاہتے تھے کہ اُن کی مائیں اور بہنیں انہیں دفن کرنے میں شریک نہ ہوں مگر انھوں نے اصرار کیا جس کی وجہ سے ہمیں انہیں اپنے ساتھ لے جانا پڑا اور وہ مناظر بہت ہولناک تھے۔

☆ کمیٹی: مسٹر روگیگ! آپ سے سوال ہے کہ امریکی فوج نے عراقی نوجوانوں کے خلاف ٹارچر کے لیے انوکھے اور بہت خطرناک طریقے استعمال کیے، اس بارے میں تمھارے پاس کیا تفصیلات موجود ہیں؟

۞ روگیگ: پہلے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ میں نے اپنے سربراہوں کو لکھ بھیجا تھا کہ میں تشدد کے لیے استعمال ہونے والے بعض طریقوں کے خلاف ہوں اور میں نے اپنا اعتراض بھی درج کروادیا تھا مگر اب تک میری کسی نے نہیں سنی۔ ☆ کمیٹی: تم نے اپنا اعتراض کس کی طرف بھجوایا تھا؟ ۞ روگیگ: میں نے بنیادی طور پر یہ اعتراض وزیر دفاع رمزفیلڈ کی طرف بھجوایا تھا۔ اسی طرح میں نے کنڈولیزا رائس کی طرف بھی ایک نوٹ بک بھیجی تھی جس میں، میں نے اپنے اعتراض کے اسباب تفصیلی طور پر درج کیے تھے۔ میں نے رائس سے یہ درخواست بھی کی تھی کہ وہ اس نوٹ بک کو صدر بش کے سامنے بھی پیش کرے۔ ☆ کمیٹی: کیا ہمیں اپنے اعتراضات کے بارے میں کچھ بتاؤ گے؟ ۞ روگیگ: میرا اعتراض قیدیوں کے ساتھ ہونے والی تمام غیر اخلاقی حرکتوں کے خلاف تھا، بالخصوص جب مجھے علم ہوا کہ امریکی فوج میں موجود اکثر جنس پرست افراد کو عراق اس لیے بلایا گیا ہے تا کہ وہ ان قیدیوں کے ساتھ بدفعلی کریں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیدی نوجوان بدفعلی اور زیادتی کے خلاف شدت سے مزاحمت کرتے ہیں۔ بعض اوقات قیدی زیادتی کے خلاف مصر رہے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ میرا سب سے بڑا اعتراض قیدیوں پر ٹریننگ یافتہ کتوں کو استعمال کرنے پر تھا۔ ☆ کمیٹی: کتے قیدیوں کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ ۞ روگیگ: میرے پاس اہم رپورٹیں اور تصویریں موجود ہیں جو مجھے موصول ہونے کے ساتھ وزیر دفاع کے دفتر کو بھی موصول ہوئیں۔ تصویروں اور رپورٹوں کے مطابق کتوں کو مردوں کے نازک اعضاء (شرم گاہ) کاٹنے کے لیے اسپیشل ٹریننگ دی گئی۔ جنرل کارپنسکی نے جب مجھے اس بارے میں بتایا اور اس طریقے کو استعمال کرنے پر پورا اطمینان ظاہر کیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ طریقہ غلط ہے اور کسی امریکی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ طریقہ استعمال کرے۔

☆ کمیٹی: کارپنسکی نے کیا جواب دیا؟ ۞ روگیگ: وہ عراقی نوجوانوں کو بغیر کسی لباس اور چادر کے مکمل برہنہ رکھنے پر مصر تھی۔ جو کوئی قیدی برہنہ رہنے کے خلاف احتجاج کرتا تو اسے فوراً ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ قیدیوں کو برہنہ صف بندی کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ دیوار میں نصب شدہ لوہے کی زنجیروں کے ساتھ ان کے پاؤں اور ہاتھ باندھ کر زبردستی ان کی ٹانگیں کھلوائی جاتی تھیں۔ پھر اچانک کتوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا تا کہ وہ قیدیوں کے نازک اعضاء پر

جھپٹیں اور انھیں کاٹ کر پھینک دیں جو تصویریں مجھے موصول ہوئی ہیں وہ بہت بھیانک اور خون سے لت پت مناظر پر مشتمل ہیں۔ اکثر اوقات قیدیوں کے ساتھ کتوں کے ذریعے یہ طریقہ استعمال کرنے سے قیدی ہلاک ہو جاتے ہیں۔

☆ کمیٹی: اس طریقہ کو استعمال کرنے سے ہلاک ہونے والے قیدیوں کی تعداد کتنی ہے؟ ۞ رویگ: میری اطلاعات کے مطابق ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۳۰۰ ہے۔ نازک اعضاء کٹ جانے کے بعد کچھ قیدی گھنٹوں تک شدید درد کی حالت میں زندہ رہتے تھے اور پھر وہ مر جاتے تھے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے فوجی ایسے مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ☆ کمیٹی: کیا عورتوں کے ساتھ بھی یہی طریقہ استعمال کیا گیا؟ ۞ رویگ: نہیں، ہم نے عورتوں کے ساتھ یہ طریقہ استعمال نہیں کیا۔ ☆ کمیٹی: لیکن ہمارے پاس ایک لیڈی فوجی سے موصول ہونے والی رپورٹ موجود ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ عورتوں پر کتوں سے تشدد کیا گیا، جس کی وجہ سے کئی عورتیں اعصابی صدمے، خوف اور گھبراہٹ سے دوچار ہو کر ہلاک ہو گئی ہیں؟ ☆ کمیٹی: رویگ! آپ سے سوال ہے کہ مردوں کے نازک اعضاء کو لچک دار تاروں کے ذریعے باندھ کر ٹارچر کرنے والے طریقے کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

۞ رویگ: اس طریقہ کو استعمال کرنے کا مقصد عراقی نوجوانوں کو بغیر حرکت کے کھڑے ہونے پر مجبور کرنا ہوتا ہے۔ تاروں کو لکڑی کے مضبوط پھٹوں کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ آخری وقت تک تار سخت رہتی ہے۔ اگر کوئی ہلنے کی کوشش کرتا ہے تو تار مضبوط ہونے کی وجہ سے نازک اعضاء میں گہری چوٹیں لگا دیتی ہے۔

☆ کمیٹی: کیا ٹارچر کے اس طریقے کو استعمال کرنے پر تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں تھا؟ ۞ رویگ: سچ یہ ہے کہ میں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ☆ کمیٹی: کیا ان تاروں میں کرنٹ موجود تھا جو کسی بھی لمحے قیدیوں کو شاک کر سکتا تھا؟ ۞ رویگ: بجلی کے شاک تین قیدیوں پر اس وقت چھوڑے گئے جب انھوں نے ان تاروں پر اعتراض کیا۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کر لیا روشن خیال، اعتدال پسند اور مہذب امریکیوں کا بے کس عورتوں، بچوں اور جوانوں کے ساتھ ''مہذبانہ سلوک''۔ جی ہاں! یہ وہی امریکی ہیں جو شب و روز روشن خیالی، اعتدال پسندی، انسانی حقوق، آزادی اور رواداری کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ آپ شاید پہلی بار امریکیوں کے ان کرتوتوں سے واقف ہوئے ہوں گے، مگر امریکا کے خلاف جہاد کرنے والے بہت عرصہ سے ''مہذب بھیڑیوں'' کی نفسیات سے واقف ہیں، تبھی تو وہ اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ☆☆☆